Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اِنسان کی کہانی

इंसान की कहानी

30.
82

تاج کمپنی لمیٹڈ، ریلوے روڈ، لاہور

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اِنسان کی کہانی

इन्सान की कहानी

30
82

تاج کمپنی لمیٹڈ، ریلوے روڈ، لاہور

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تاریخی کہانیاں

انسان کی کہانی

خلیل احمدؔ

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ۔ قرآن منزل لاہور

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تاریخی کہانیاں

اِنسان کی کہانی

اِنسان کون کون سے چکّروں میں سے نِکل کر آیا ہے۔ اِس کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن ایک بات ذہن نشین کر لو کہ انسان وہ نہیں تھا۔ جو آج ہے۔ تم دیکھتے ہو۔ اِنسان نے کیسا کمال کر دکھایا ہے۔ یہ ہوائی جہاز، ریل، بم، توپیں، ریڈیو، ٹیلی ویژن، راکٹ وغیرہ انسان نے ایجاد کر دئے۔ ہزاروں کوس پر بیٹھے ہو پلک کے جھپکارے میں ساری باتیں معلوم

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہو جاتی ہیں۔ اِنسان موت سے بھی لڑ رہا ہے۔ حیرانی ہے کہ اِنسان کے دماغ کی رسائی کہاں تک ہے، اِنسان ابتداء میں کچھ اَور ہی تھا۔

تاریخ ہمیں صرف یہ بتاتی ہے۔ کہ اِنسان پہلے بندروں کی طرح درختوں کی ٹہنیوں پر بسیرا کرتا تھا۔ ہے تو ہنسنے والی بات لیکن مغرب کے تاریخ دان اَور فلسفی اِسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کہ اِنسان بندر کا بچہ ہے۔ مشرق کے لوگ اِسے درست نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اِنسان کو خُدا نے پیدا کیا۔ اور یہ پہلے چنگا بھلا انسان ہی پیدا ہُوا۔ خیر ہمیں اِس سے بحث نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اِنسان نے کون کون سے مرحلے طے کئے۔ تاریخ بتاتی ہے۔ کہ ایک ایسا وقت بھی تھا۔ کہ نہ تو شہر تھے اور نہ دیہات، اِنسان

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اپنے بچّوں سمیت یا تو غاروں میں رہتے تھے یا درختوں پر۔

جنگلوں کی حالت یہ تھی کہ وہ وحشی جانوروں سے اٹا پڑا تھا۔ جس طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھو سوائے جنگلی گھوڑوں، ہاتھیوں، ہرنوں، گینڈوں، شیروں، ریچھوں اور دُوسرے خوفناک جانوروں کے اَور کچھ نظر نہ آتا تھا۔

یہ اِنسان بھی عجیب چیز ہے۔ اپنے اِردگرد کی چیزوں کو ہمیشہ اِستعمال کرتا رہا ہے۔ پہلے عقل نے ترقی نہ کی تھی۔ تو حضرتِ اِنسان جانوروں کی طرح رہتا تھا۔ لیکن کھوپری میں عقل تو موجُود تھی۔ پتھروں سے ہی کام لینا شرُوع کر دیا۔ ہر شے پتھر کی بنائی جا رہی ہے۔ پھر ذرا دماغ روشن ہُوا۔ تو آپ نے لوہا ڈھونڈ مارا۔ چُنانچہ ہر چیز لوہے کی بنائی جانے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

لگی - اب جنگل کے جانور بھی اس سے ڈرنے لگے - کیونکہ لوہے کے نوکیلے ہتھیار سے اِنسان نے جانوروں کے سینے چیرنے شروع کر دیئے ؛

ویسے تو اِنسان عجیب چیز ہے - جب لوہا اس کے ہاتھ نہیں لگا تھا - تو اس نے لکڑی کو ہی تیز کرنا شروع کر دیا - ایک بار ایک اِنسان جنگل میں اپنے بچوں سمیت جا رہا تھا - کہ اپنی غار کا رستہ بھول گیا - اس وقت کوئی سڑکیں تھوڑا ہی ہُوا کرتی تھیں - یونہی درختوں اور پہاڑیوں پر چڑھ کر اِنسان اپنی غار میں جا پہنچتے تھے - چنانچہ اِس شخص نے دیکھا کہ ایک خوفناک شیر اس کی طرف بڑھ رہا ہے - اِس نے بڑی پھُرتی سے اپنی بیوی اور بچوں کو تو درخت پر چڑھا دیا - لیکن خود نہ چڑھ سکا - اُس کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جو کھونٹے کی طرح

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

آگے سے تیز کی ہوئی تھی۔ وہ خوفزدہ تو بہت تھا۔ لیکن اس نے وہ لکڑی سیدھی بٹھائے رکھی۔ شیر بجلی کی طرح لپکا اور لکڑی اُس کے مُنہ میں گھُس گئی۔ شیر نے پنجہ مارا تو لکڑی اندر ہی ٹوٹ گئی۔ انسان کو موقع مِلا۔ اور وُہ بھاگ کر درخت پر چڑھ گیا۔ شیر وہیں لیٹ گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد دم توڑ دیا۔ لیکن انسان اتنا خوف زدہ تھا۔ کہ وہ سارا دِن درخت پر سے نہ اُترا۔ جب گدھ آئے اور شیر کو کھانے لگے تو پھر اسے یقین ہُوا کہ وہ تو مر چُکا ہے ؛

اِسی طرح ایک اور کہانی بھی سُن لو کہ ان دنوں اِنسان اپنے لئے مکان کِس طرح تلاش کرتا تھا۔ ایک مرد اور ایک عورت باہر جنگل میں گھُوم رہے تھے پتے اور پھل کھا کر گزارا کر لیا کرتے تھے۔ کیونکہ شرُوع میں اِنسان کو کھانے پینے کی تو تمیز نہیں تھی۔ دُور سے اُنہوں نے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایک غار دیکھی ۔

مرد نے کہا "وہ مکان اچھا معلوم ہوتا ہے؟"

عورت نے کہا "معلوم تو اچھا ہی ہوتا ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ خالی بھی ہے" ۔

مرد نے کہا "اری پگلی! یہ میں ابھی دیکھ لیتا ہوں" وہ دونو آہستہ آہستہ غار کی طرف رینگتے ہوئے گئے۔ پہلے مرد دبے پاؤں غار کے کنارے پر کھڑا ہو گیا۔ اور بڑی خاموشی سے اندر جھانکنے لگا۔ اس نے اندر دیکھا۔ کہ دو چمکتی ہوئی آنکھیں اس کی طرف گھور رہی ہیں۔ وہ فوراً بھاگ کر باہر آ گیا۔ اور میاں بیوی دونو بھاگتے ہوئے جھاڑی کے پیچھے چھپ گئے ۔

عورت نے کہا "یہ جانور تو باہر نہیں نکلے گا۔"

مرد نے کہا "اس کا میں انتظام کرتا ہوں" ۔

چنانچہ اس نے گھاس پھونس کا بہت بڑا گٹھا تیار کیا اور لے جا کر غار کے اندر ٹھونس دیا۔ دو پتھر اس کے پاس تھے۔ ان کو رگڑا تو

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ان سے آگ نکلی۔ اس وقت دیا سلائی کی
ڈبیا نہیں ہوا کرتی تھی۔ اب بھی کبھی کبھی
انسان آپس میں لڑتے ہیں، ایک دوسرے
کا خون بہاتے ہیں تو چیزیں یا تو مہنگی ہو جاتی
ہیں یا سرے سے ملتی ہی نہیں، ہمارے زمانے
میں بھی دیا سلائی کا کال پڑ جاتا ہے تو ہم
بڑے پریشان ہوتے ہیں۔ لیکن ابتدا میں
انسان پریشان نہیں ہوا کرتا تھا۔ اس نے
ایک پتھر ڈھونڈ لیا تھا۔ جس کا نام چقماق
تھا، وہ اسی سے آگ پیدا کر لیتا تھا، ہاں
تو ہم اُس واقعہ کا ذکر کر رہے تھے۔ اس
انسان نے گھاس پھونس میں آگ لگا دی"۔

بس اب کیا تھا، جب غار میں دُھواں اور
آگ پہنچی تو اندر سے بہت بڑا ریچھ بلبلا
کر نکلا۔ پہلے تو غار میں اِدھر اُدھر بھاگنے
لگا۔ لیکن جب دُھوئیں نے آنکھیں اندھی
کر دیں۔ تو باہر کو بھاگا۔ اور ایسا رفو چکر ہوا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کہ مُڑ کر بھی نہ دیکھا اور میاں بیوی دونوں مِل کر قہقہے لگانے لگے۔ انہوں نے غار کو صاف کیا۔ اور اس کے مُنہ پر اِس طرح پتھر چُن دئے کہ دروازہ سا بن گیا اور اس میں مزے سے رہنے سہنے لگے ٭

اب دونوں کو بھُوک لگی تو مرد باہر نکلا۔ آج دونوں کا دِل چاہتا تھا۔ کہ بھُنا ہُوا گوشت کھائیں۔ چنانچہ وُہ بلّم ہاتھ میں لے کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اُسے دُور سے ایک ہرن نظر آیا جو مزے سے ہری ہری گھاس چُگ رہا تھا۔ اس نے درخت کے پیچھے کھڑے ہو کر بلّم چلائی۔ جو ٹھیک ہرن کی پُشت میں پیوست ہو گئی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد وہ ہرن کو اُٹھا کر گھر لے آیا۔ اور دونوں نے مزے سے بھُون بھُون کر کھایا ٭

ابھی وہ ہرن کا گوشت کھا کر بیٹھے ہی تھے کہ باہر وہی ریچھ غار کے باہر کھڑا تھا، وُہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ریچھ کا گھر تھا۔ اُس وقت تو وُہ دُھوئیں اور آگ سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا تھا لیکن اپنے گھر کو کیسے چھوڑ سکتا تھا۔ جس پر انسان نے قبضہ جما لیا تھا۔ مرد پہلے تو خوف زدہ ہُوا۔ لیکن پھر اس نے جُرأت سے کام لیا اور آگ کی دو جلتی ہوئی لکڑیاں لے کر ریچھ کی طرف لپکا اور اس کی آنکھ میں ڈالنے کی کوشش کی۔ ریچھ پھر خوف زدہ ہو کر بھاگ گیا۔ مرد اور عورت پھر قہقہے لگانے لگے۔ دُوسرے دن پھر ریچھ آیا۔ لیکن اِس دفعہ بھی مرد نے اسے بھگا دیا، اس کے بعد وُہ تین چار مرتبہ آیا۔ لیکن ہر بار مرد اسے ڈرا کر بھگا دیتا تھا، اس کے بعد ریچھ نے آنا بند کر دیا، وُہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے گھر پر انسان نے پُورا قبضہ جما لیا ہے۔

اِس واقعہ کو کافی مدّت گزر گئی۔ انسان کے بہت سے بچّے پیدا ہو گئے۔ اور غاروں میں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

چند اَور اِنسان بھی رہتے تھے۔ انہوں نے سُنا کہ ایک ریچھ کی غار پر انسان نے قبضہ جما لیا ہے۔ اور اب ریچھ بھی ڈر کر بھاگ گیا ہے تو وہ بھی وہیں آ گئے۔ انہوں نے وہاں بہت سی غاریں بنائیں اور اکٹھے رہنے لگے ۔

جب اِن سب اِنسانوں کے بچّے جوان ہُوئے تو پھر اُن کے بچّے بھی پَیدا ہُوئے۔ تو اِس آبادی میں اچھّی خاصی رونق ہو گئی۔ اِنسان کی عقل ذرا اور ترقی کر گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ذرا جُرأت کی اور گھاس پھونس کی جھونپڑیاں بنائیں۔ اور اس میں رہنے لگے۔ بہت سے آدمی مِل کر باہر جاتے اور نیزوں سے شکار مار کر لاتے اور سب اکٹھے بیٹھ کر کھاتے ۔

کِسی دُوسرے جنگل میں بھی چند انسانوں نے مِل کر جھونپڑیوں کا ایک گاؤں بنا لیا تھا۔ وہ بھی اِسی طرح شکار کو نکلے ، ایک

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

پارٹی نے دوسرے کا ہرن مارا۔ اِس پر دونوں میں جھگڑا ہوا۔ کئی آدمی مارے گئے۔ دونوں میں دُشمنی پیدا ہو گئی۔ دونوں نے اپنے اپنے گاؤں کے گرد دیوار بنا لی۔ جو آہستہ آہستہ فصیل کے نام سے مشہور ہوئی، اب کیا تھا، ہتھیار بھی تیار ہونے لگے۔ کہ اِنسان ایک دوسرے کو کِس طرح ہلاک کر سکتا ہے۔ اس کے بارے میں بڑی تحقیق ہونے لگی، گاؤں سے شہر بن گئے۔ اور پھر انسانوں نے اپنے چلنے کے لئے راستے بنائے۔ راستوں کے بعد سواری بھی بن گئی۔ اِنسان کبھی گدھے پر سوار ہونے لگا۔ اور کبھی گھوڑے پر۔ غاریں اور درختوں پر رہنے والا انسان اب ذرا مہذب ہو گیا ہ

بچّو! جس طرح تم ہو یا دُوسرے انسانوں کو دیکھ رہے ہو۔ اِنسان اِس طرح کا نہیں تھا۔ اگر شروع زمانے کا کوئی اِنسان تمہیں آج نظر آ جائے تو تم حیران ہی رہ جاؤ۔ البتّہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

افریقہ کے مُلک میں اب بھی پُرانے اِنسانوں کی یادگاریں ملتی ہیں۔ جو ابھی تک غاروں میں رہتے ہیں۔ آج کل کے مہذّب اِنسان کے تو کیا کہنے۔ جو حیران کر دینے والے کارنامے کر رہا ہے۔ ہوا میں اُڑتا ہے۔ ہزاروں کوس کی باتیں معلوم کر لیتا ہے۔ جنگل ہوا اور پانی پر قبضہ جماتا چلا جا رہا ہے۔ دو ٹنگا چلتا پھرتا آدمی تو یہ بھی سوچ رہا ہے۔ کہ وُہ چاند کی دُنیا تک پہنچ جائے۔ اور موت پر بھی قابُو پا لے ؞

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تہذیب کی پہلی چمک

تاریخ دان کہتے ہیں کہ سب سے پہلے تہذیب کی چمک مصر میں پیدا ہوئی۔ انسان درختوں سے نیچے اُترا اور غار میں گھُس گیا۔ غار سے باہر نکلا تو اس نے گھاس پھونس کے جھونپڑے بنائے۔ پھر اس نے شہر بنایا کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مصر کے لوگوں نے زمین کے سینے کو چیرا اور اس میں کھانے پینے کے لئے کاشت کی۔ تاریخ بھی کچھ وثوق سے نہیں بتا سکتی کہ مصر کے لوگ کتنے پرانے ہیں۔ لیکن کئی ہزار برس پہلے یہ لوگ مہذب ہو چکے تھے۔ یہاں تک

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

انگریزوں اور دوسرے یورپینوں کے ملک میں لوگ ابھی ننگے پھر رہے تھے اور انہیں تہذیب کا پتہ تک نہ تھا۔ کہ مصر میں انسان مہذّب ہو چکا تھا۔ انہوں نے پالتو جانور رکھے۔ ان سے کام لینا شروع کیا۔ پہلے مٹّی کے برتن بنائے۔ ہاں یہ بھی یاد رکھو کہ انہوں نے سب سے پہلے مکان بھی بنائے ۔

مصر ہی پہلا ملک ہے جہاں لکھنا پڑھنا شروع ہوا۔ اُس وقت کا رسم الخط آج کل چند لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں۔ بعض تاریخ دان کہتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے چین میں لکھائی پڑھائی کا کام شروع ہوا۔ لیکن زیادہ تاریخ دان یہی کہتے ہیں کہ اس کا سہرا مصر کے سر پر ہے۔ اور پہلی کہانی بھی مصر میں ہی لکھی گئی ہے ۔

مصر میں اس وقت صرف چند لوگ ہی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

لکھ پڑھ سکتے تھے اور جو لکھ پڑھ سکتے تھے لوگ انہیں خدا کی طرف سے بھیجے ہُوئے سمجھ کر اُن کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اور ہر بات میں اُن سے مشورہ کرتے تھے۔ وہاں لوگوں نے مِل کر ایک کونسل سی بنا لی تھی جہاں بہت سے لوگ اکٹھے ہو کر اپنے مُلک کی ترقی کے راستے سوچتے رہتے تھے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ ایک بہت بڑے آدمی کو بادشاہ بنا دیا گیا۔

پُرانے مصر کے متعلق مشہور ہے۔ کہ وُہ اپنے بچّوں کو ایک جہاز ران کی کہانی سُنایا کرتے تھے۔ یہ بات بھی یاد رکھو کہ سب سے پہلے جہاز چلانے کا کام بھی مصر میں ہی شُروع ہُوا۔ کہانی یہ ہے کہ ایک جہاز ران اپنے جہاز کو لے کر سمندر میں نِکلا۔ اُس وقت جہاز بادبانوں کے بنائے جاتے تھے۔ غلاموں کی دو رویہ قطاریں چپّو چلاتی تھیں اور اُن

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

پر ایک پہرہ دار ہاتھ میں چابک لئے ہر وقت ٹہلتا رہتا تھا۔ جونہی کسی غُلام نے تھکن ظاہر کی فوراً کوڑا اس کی پیٹھ پر پڑا، آج ہم اسے بڑا ظُلم سمجھتے ہیں۔ لیکن اس وقت ان لوگوں کی حالت یہی تھی وُہ اس کے سوا اور کچھ نہ کر سکتے تھے ؞

آج تو پانی کا سفر بڑی معمُولی بات دکھائی دیتی ہے۔ لیکن اُن دنوں یہ بڑا جان جوکھوں کا کام تھا۔ وُہ جہاز کاہے کا تھا۔ ایک بہُت بڑی کشتی سی ہوتی تھی۔ سُورج، چاند، اور تاروں کو دیکھ کر وُہ موسم کا حال معلوم کرتے تھے۔ کچھُ خبر نہ ہوتی تھی۔ کہ کب طُوفان آجائے۔ اور جب طُوفان آجاتا تھا تو پھر اس کا مقابلہ کرنا بھی بڑا مُشکل ہوتا تھا۔ سمندر کے خوفناک جانور بھی اس بڑی کشتی کو اُلٹنے کی کوشِش کرتے تھے۔ غرض کہ اُن دنوں پانی پر سفر کرنا جان کو ہتھیلی پر رکھنے کے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

برابر ہوتا تھا۔ آج بھی تم دیکھ رہے ہو کہ بعض لوگ پانی پر سفر کرنے سے پیشتر اپنے عزیزوں سے اِس طرح گلے مِلتے ہیں۔ گویا وُہ زندہ واپس نہیں آئیں گے اِنسان کا وُہی پُرانا خطرہ ابھی تک باقی ہے +

اِس مصری جہاز کا قصّہ بھی سُن لو کہ وُہ اپنا جہاز لے کر روانہ ہُوا تو خوفناک طُوفان نے آ گھیرا۔ جہازیوں نے بڑا مقابلہ کیا۔ لیکن بپھرے ہُوئے پانی کے سامنے کِس کی پیش جاتی ہے۔ جہاز ٹُوٹ گیا۔ جہاز پر جِتنے آدمی تھے۔ غرق ہو گئے۔ صرف مصری جہازران زندہ بچا وُہ کہیں ایک لکڑی کے تختے سے لپٹ گیا۔ وہ بہتا ہُوا ایک جزیرے کے کنارے جا لگا۔ وُہ تین روز تک جزیرے کے کناروں پر پھرتا رہا۔ اِس جزیرے میں پھل بہُت زیادہ تھے۔ وہ اُن سے پیٹ بھر لیتا اور خُدا کا شُکر کرتا +

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تیسرے دِن وُہ ایک پتھر پر بیٹھا ہُوا سمندر کے پانی کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اِس خیال سے کہ شاید کوئی جہاز اس کی نظر پڑ جائے۔ تو اس نے محسوس کیا۔ کہ کوئی بڑا سا جانور اس کی طرف رینگ رہا ہے، اس نے مُڑ کر دیکھا تو ایک بُہت بڑا اژدہا اس کی نظر پڑا۔ اِس اژدہا کی کھال بالکل سُنہری تھی۔ اور ڈاڑھی بھی تھی، جہاز ران اِس قدر خوف زدہ ہو گیا کہ اس کے پاؤں کی قوت بھی چھن گئی۔ وہ اس اژدہا کے سامنے دوزانو ہو کر التجا کرنے لگا۔

"میری حالت پر رحم کرو۔ مجھے زندہ رہنے دو"۔

اژدہا نے اسے مُنہ میں دبا لیا۔ اور درختوں کے جُھنڈ میں لے گیا۔ اب تو جہاز ران کو پکّا یقین ہو گیا۔ کہ یہ اژدہا اسے غار میں لے جا کر کچا ہی کھا جائیگا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

لیکن اژدہا نے اسے زمین پر رکھ دیا۔ اور پھر اپنی نیلی آنکھوں کو اِدھر اُدھر گھمانے لگا اور نرم آواز میں کہا۔

"میرے چھوٹے دوست! تم اِس جگہ کیسے آ گئے؟"

جہاز ران نے کانپتے ہوئے لہجہ میں ساری کہانی کہہ ڈالی کہ کِس طرح اس کا جہاز طوفان میں غرق ہو گیا اور وہ کِس طرح اِس جزیرہ میں پہنچ گیا۔

اژدہا نے ساری کہانی بڑی دلچسپی سے سُنی اور پھر کہا۔

"اے اِنسان! تُم مجھ سے خوفزدہ نہ ہو۔ دیوتا تمہاری حفاظت کرنا چاہتے ہیں اِس لئے اُنہوں نے تم کو یہاں میرے پاس بھیج دیا ہے۔"

اِس اژدہا نے جہاز ران کو تین دن تک اپنے ہاں مہمان رکھا اِس کے بعد ایک اور

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اژدہا آیا اور جہاز ران کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر پانی میں کود پڑا - جہاز ران اس کی پیٹھ پر سو گیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو ملک مصر کے کنارے نظر آ رہے تھے۔ اژدہا اسے کنارے پر چھوڑ کر واپس چلا گیا - جہاز ران کے سارے رشتہ دار اور دوست یہ سمجھ چکے تھے کہ وہ مر چکا ہے - سب اسے دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور جہاز ران نے سب لوگوں کو اکٹھے کر اپنی داستان بیان کی کہ کس طرح اژدہا نے اس کی امداد کی ؞

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایک مصری پہلوان

پُرانے زمانے میں ایک مصری پہلوان گلگمش نامی ہوا کرتا تھا۔ سارے اِنسان اس کے نام سے کانپتے تھے۔ نیل کے کنارے پر ایک شہر کے لوگ اس کے پاس درخواست لے کر آئے کہ وہاں ایک اِنسان جس کے دو پاؤں گائے کی طرح ہیں۔ دُم بھی ہے۔ سر پر سینگ بھی ہیں انہیں بہت تنگ کرتا ہے۔ کئی انسانوں کو اس نے مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ گلگمش فوراً اِس طرف روانہ ہُوا۔ اِس وقت وُہ عجیب الخلقت اِنسان بھی شہر میں موجُود تھا۔ پہلوان نے فوراً اپنا مضبُوط ڈنڈا سنبھالا اور اسے للکار کر کہا کہ اگر وُہ یہ وعدہ نہیں کریگا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کہ وہ شہر میں پھر کبھی نہیں آئیگا۔ تو وہ اُسے ایک ہی وار میں ہلاک کر دیگا۔ انکیڈو (اس عجیب الخلقت اِنسان کا نام تھا) قہقہہ لگانے لگا۔ اس نے سوچا کہ اِس انسان کی کیا مجال کہ اس کا مقابلہ کرے۔ چنانچہ وہ اِس کی طرف لپکا لیکن گلگمش نے ایک ڈنڈا رسید کیا۔ آپ بوکھلا گئے۔ اس نے دل میں سوچا۔ کہ ایک زبردست اِنسان سے مقابلہ ہے۔ دو گھنٹے تک یہ دونوں دیو آپس میں ٹکراتے رہے۔ گلگمش نے اسے مار مار کر ادھ مُوا سا کر دیا تو اُس نے کہا۔

"اے اِنسان! دیوتاؤں کی طاقت تمہارے ساتھ ہے۔ کیا تُم میرے دوست نہیں بن سکتے؟" گلگمش نے کہا "مَیں تمہارا دوست بن جاؤں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تُم پھر کبھی اِس بستی کے اِنسانوں کو تنگ نہیں کروگے" چنانچہ انکیڈو نے یہ وعدہ کیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اور اس کے بعد وہ دونوں پکّے دوست بن گئے ۔

ایک بار گلگمش کو ضرورت محسوس ہوئی ۔ کہ وہ اپنے لئے ایک مکان بنائے مکان کے لئے پہاڑ کی لکڑی درکار تھی ، دیودار کے جنگل پر ایک دیو کا قبضہ تھا ۔ جس کے منہ سے آگ نکلتی تھی ۔ انکیڈو نے گلگمش کو کہا " بھائی ! وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں ۔ کیونکہ اس دیو کے سامنے ہماری ایک بھی نہ چل سکے گی ۔ لیکن گلگمش نے کہا ۔

" خطرے سے ڈرنا میرا ایمان نہیں ہیں ضرور دیودار کاٹنے کے لئے وہاں جاؤں گا ۔ "

چنانچہ دونوں دوست دیودار کے جنگلوں کی طرف روانہ ہوئے ۔ گلگمش نے وہاں پہنچ کر بڑا پھاٹک کھول دیا انہوں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کہ وہ شہر میں پھر کبھی نہیں آئیگا۔ تو وہ اُسے ایک ہی وار میں ہلاک کر دیگا۔ انکیڈو (اس عجیب الخلقت اِنسان کا نام تھا) قہقہہ لگانے لگا۔ اس نے سوچا کہ اِس انسان کی کیا مجال کہ اس کا مقابلہ کرے۔ چنانچہ وہ اِس کی طرف لپکا لیکن گلگمش نے ایک ڈنڈا رسید کیا۔ آپ بوکھلا گئے۔ اس نے دل میں سوچا۔ کہ ایک زبردست اِنسان سے مقابلہ ہے۔ دو گھنٹے تک یہ دونوں دیو آپس میں ٹکراتے رہے۔ گلگمش نے اسے مار مار کر ادھ مُوا سا کر دیا تو اُس نے کہا۔

"اے اِنسان! دیوتاؤں کی طاقت تُمہارے ساتھ ہے۔ کیا تُم میرے دوست نہیں بن سکتے؟" گلگمش نے کہا "مَیں تُمہارا دوست بن جاؤں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تُم پھر کبھی اِس بستی کے اِنسانوں کو تنگ نہیں کروگے" چُنانچہ انکیڈو نے یہ وعدہ کیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اور اس کے بعد وُہ دونوں پکّے دوست بن گئے ۔

ایک بار گلگمش کو ضرورت محسُوس ہُوئی ۔ کہ وہ اپنے لئے ایک مکان بنائے مکان کے لئے پہاڑ کی لکڑی درکار تھی ، دیودار کے جنگل پر ایک دیو کا قبضہ تھا۔ جس کے مُنہ سے آگ نکلتی تھی ۔ انکیڈو نے گلگمش کو کہا" بھائی ! وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں ۔ کیونکہ اس دیو کے سامنے ہماری ایک بھی نہ چل سکے گی ۔ لیکن گلگمش نے کہا ۔

"خطرے سے ڈرنا میرا ایمان نہیں ہیں ضرور دیودار کاٹنے کے لئے وہاں جاؤں گا" ۔

چنانچہ دونوں دوست دیودار کے جنگلوں کی طرف روانہ ہُوئے ۔ گلگمش نے وہاں پہنچ کر بڑا پھاٹک کھول دیا انہوں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

نے سامنے دیکھا - کہ دیو درختوں کے درمیان ٹہل رہا ہے - جب وُہ مُڑا تو اس نے دیکھا کہ کِسی نے پھاٹک کھول دیا ہے - تو وُہ مُنہ سے آگ کے بھبوکے نکالتا ہُوا ان دونوں دوستوں کی طرف دَوڑا - گلگمش نے محسُوس کیا کہ اب اس کا آخری وقت قریب آ گیا ہے - بھلا اِس آتشیں طاقت کے سامنے ٹھہرنے کی کِسے مجال ہے +

دونوں دوست بہادُر تھے + میدان سے بھاگنا ان کی فطرت میں نہیں تھا وُہ اپنی جگہ پر کھڑے رہے - اگر مَوت ہی آئی ہے - تو آنے دو، بھاگ جانا مردوں کا کام نہیں - ان کی اِس ہمّت کو دیکھ کر دیوتاؤں کو رحم آ گیا - ایک دیوتا نے فوراً اس وقت تُند و تیز ہَوا چلائی جو دیو کے شُعلوں کو اس کے سینے میں دھکیلنے لگی -

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہوا چاروں طرف سے مار کرنے لگی۔ وُہ حیران تھا۔ کہ کیا کرے۔ جس طرف بھی وہ شعلے پھینکتا وہ اُلٹا اس کے اندر جاتے اور اِس طرح اس کا اپنا سینہ جلنے لگا۔ وہ کانپنے لگا۔ اور اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہ ہل سکا۔ وُہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا اور دونوں دوستوں نے دیوار کے درخت کاٹے اور لے کر چلتے بنے ۔

دونوں دوست نہایت خُوش و خرم زندگی بسر کرنے لگے ۔ یہاں تک کہ انکیڈو کی موت کا وقت قریب آگیا اس نے اپنے دوست کو قریب بُلایا اور کہا:۔

"دوست! میرا وقت قریب آگیا ہے میری ایک بات یاد رکھنا۔ غریبوں کی ہمیشہ امداد کرنا۔ غریب لوگ ہمیں مرنے کے بعد بھی زندہ رکھیں گے" ۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

نے سامنے دیکھا۔ کہ دیو درختوں کے درمیان ٹہل رہا ہے۔ جب وُہ مُڑا تو اس نے دیکھا کہ کسی نے پھاٹک کھول دیا ہے۔ تو وُہ مُنہ سے آگ کے بھبوکے نکالتا ہُوا ان دونوں دوستوں کی طرف دَوڑا۔ گلگمش نے محسُوس کیا کہ اب اس کا آخری وقت قریب آ گیا ہے۔ بھلا اِس آتشیں طاقت کے سامنے ٹھہرنے کی کسے مجال ہے +

دونوں دوست بہادُر تھے + میدان سے بھاگنا ان کی فطرت میں نہیں تھا وُہ اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ اگر مَوت ہی آئی ہے۔ تو آنے دو، بھاگ جانا مردوں کا کام نہیں۔ ان کی اِس ہمت کو دیکھ کر دیوتاؤں کو رحم آ گیا۔ ایک دیوتا نے فوراً اس وقت تُند و تیز ہَوا چلائی جو دیو کے شُعلوں کو اس کے سینے میں دھکیلنے لگی۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہوا چاروں طرف سے مار کرنے لگی۔ وُہ حیران تھا۔ کہ کیا کرے۔ جس طرف بھی وہ شعلے پھینکتا وہ اُلٹا اس کے اندر جاتے اور اِس طرح اس کا اپنا سینہ جلنے لگا۔ وہ کانپنے لگا۔ اور اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہ ہل سکا۔ وُہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا اور دونوں دوستوں نے دیودار کے درخت کاٹے اور لے کر چلتے بنے۔

دونوں دوست نہایت خُوش و خرم زندگی بسر کرنے لگے۔ یہاں تک کہ انکیڈو کی موت کا وقت قریب آگیا اس نے اپنے دوست کو قریب بُلایا اور کہا:-

"دوست! میرا وقت قریب آگیا ہے میری ایک بات یاد رکھنا۔ غریبوں کی ہمیشہ امداد کرنا۔ غریب لوگ ہمیں مرنے کے بعد بھی زندہ رکھیں گے"۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اس کے بعد انکیڈو مر گیا۔ کئی دنوں تک گلگمش خاموش رہا۔ اس نے نہ کچھ کھایا۔ اور نہ پیا۔ دوست کی جُدائی کا رنج اُسے بہت زیادہ ہُوا ۔

اِس رنج کا اس پر اتنا اثر ہُوا کہ اس نے یہ طے کر لیا۔ کہ وُہ زندہ رہیگا موت بڑی ظالم چیز ہے۔ اس سے نجات حاصل کی جائے۔ چُنانچہ وُہ شہر سے روانہ ہو گیا۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں گھومنے لگا۔ ایک حکیم نے اسے بتایا۔ کہ پہاڑوں کے بیچوں بیچ جہاں شیروں کی آماجگاہ ہے۔ ایک جھیل کے کنارے ایک بُوٹی ہے۔ جس کی شکل و شباہت اِنسان کے چہرے سے مِلتی جُلتی ہے۔ اگر کوئی شخص اسے کھا لے تو وُہ کبھی موت سے ہمکنار نہیں ہوگا ۔

گلگمش اِس بُوٹی کی تلاش میں نِکلا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کئی شیروں نے اس کا راستہ کاٹا - کئی اژدہا اسے راستے میں ملے - خوفناک جانوروں سے لڑتا بھڑتا وہ اس جھیل کے کنارے پر پہنچ گیا - اسے دور سے ہی ایک بہت بڑا اژدہا نظر آیا جو اس بوٹی پر پہرہ دے رہا تھا - گلگمش اس کی طرف بڑھا تو وہ پھنکارنے لگا - وہ سانپ نہیں چاہتا تھا - کہ کوئی انسان اس بوٹی کو کھائے - کیونکہ سانپ انسان کا دشمن ہے - اور وہ انسان کو غیر فانی نہیں دیکھنا چاہتا - گلگمش نے فوراً اپنے پہلو سے خنجر نکالا - اور اس پر وار کر دیا - اژدہا نے اس کو اپنی دم سے لپیٹ کر زمین پر اس زور سے پٹخنی دی کہ اگر کوئی کمزور انسان ہوتا تو اسی وقت مر جاتا - لیکن گلگمش یہ وار سہہ گیا - اس کے بعد اس نے خنجر کا بھرپور ہاتھ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مارا اور اژدہا کا پیٹ چاک کر کے رکھ دیا۔ اژدہا تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا ॥ گلگمش نے فوراً اِس بُوٹی کو جڑ سے اُکھیڑا اور جیب میں ڈال کر بھاگ نِکلا وُہ اِس زور سے بھاگا کہ تھک کر چُور ہو گیا۔ اور ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ اُٹھا تو طبیعت سُست معلوم ہوتی تھی۔ اس نے کپڑے اُتار کر رکھ دئے اور ایک جھیل میں نہانے کے لئے اُتر گیا ॥

جب گلگمش نے اژدہا کو مار ڈالا تو عین اس وقت اژدہا کے بیٹے کو علم ہو گیا۔ جو سو کوس کے فاصلے پر رہتا تھا۔ وُہ دَوڑا ہُوا آیا۔ اس نے دیکھا۔ کہ اس کا باپ تو مر چُکا ہے۔ اس نے یہ بھی دیکھا۔ کہ بُوٹی وہاں موجود نہیں اسے یقین ہو گیا۔ کہ کوئی اِنسان

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

یہاں تک پہنچ گیا ہے۔ جو حیاتِ جاودان حاصِل کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے تعاقب میں گیا۔ اس نے دِل میں سوچا کہ اگر میں نے اس اِنسان کو ڈس لیا تو شاید وُہ جلدی سے بُوٹی کو کھالے اِس لئے بُوٹی ہی کو اُڑانا چاہیئے چنانچہ وُہ عین اس موقع پر جھیل کے کِنارے پہنچا۔ جبکہ گلگمش نہا رہا تھا۔ گلگمش تو اس بُوٹی کو جیب میں ڈال کر مطمئن ہو گیا تھا۔ کہ اب موت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ اور اس نے دِل میں یہ بھی سوچا کہ اتنی جلدی کیا ہے۔ بُوٹی کھا ہی لیں گے۔ چنانچہ وہ بُوٹی کو جیب میں ڈال کر خود نہانے میں مصروف ہو گیا سانپ فوراً اس کے کپڑوں کی طرف بڑھا اور بُوٹی نکال کر ہڑپ کر گیا۔ اور چلتا بنا گلگمش باہر نکلا تو وُہ بڑا خوش تھا کہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اب وُہ بُوٹی کھائیگا۔ لیکن جیب خالی تھی
اُسے بڑا دُکھ ہُوا۔ لیکن بالآخر وُہ اپنے
وطن واپس آ گیا اور دِل میں سوچا کہ
اُسے باقی اِنسانوں کی طرح ہی مَرنا چاہیئے
اُس دن کے بعد سانپ زندہ جاوید ہو گیا
کیونکہ اب تک یہ خیال ہے کہ سانپ کو
جب تک کوئی نہ مارے اس وقت تک
وُہ مَرتا نہیں +

کلیم پریس کراچی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تاج کمپنی لمیٹڈ
لاہور و کراچی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تاج کمپنی لمیٹڈ
لاہور و کراچی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE